1 پچھلے ایک ہزار برس میں تبدیلیوں کی تلاش

4716CH01

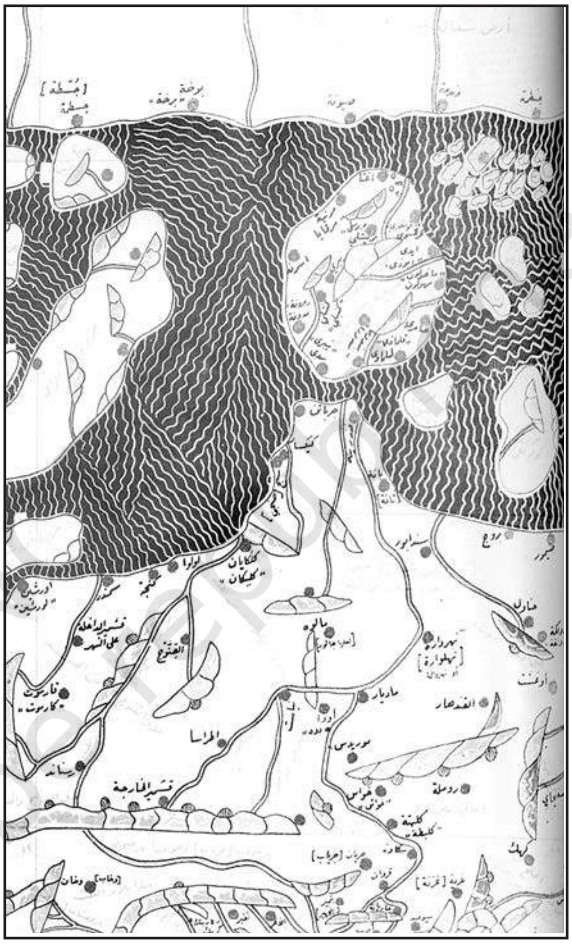

نقشہ-1
ماہر جغرافیہ الِادریسی کے ذریعے بارھویں صدی میں بنائے گئے دنیا کے نقشے کا ایک حصہ جس میں برصغیر ہندوستان کو دکھایا گیا ہے۔

نقشہ 1 اور 2 کو غور سے دیکھیے۔ نقشہ 1 کو ایک عرب جغرافیہ داں الِادریسی نے 1154 عیسوی میں بنایا تھا۔ جو علاقہ یہاں دکھایا گیا ہے وہ اس کے تیار کیے ہوئے دنیا کے بڑے نقشے کا ایک حصہ ہے جس میں برصغیر ہندوستان کو تفصیل سے دکھایا گیا ہے۔ نقشہ 2 ایک فرانسیسی نقشہ نگار نے 1720 کے دہے میں تیار کیا تھا۔ یہ دونوں نقشے ایک ہی علاقے کے ہوتے ہوئے بھی ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں۔ الِادریسی کے نقشے میں جنوبی ہندوستان اس جگہ دکھایا گیا ہے جہاں ہم شمالی ہندوستان کو تلاش کرنے کی توقع کر سکتے تھے اور سری لنکا کا جزیرہ بالکل اوپر نظر آتا ہے۔ جگہوں کے نام عربی

کارٹوگرافر **Cartographer**
نقشے بنانے والا، نقشہ نگار

© NCERT not to be republished

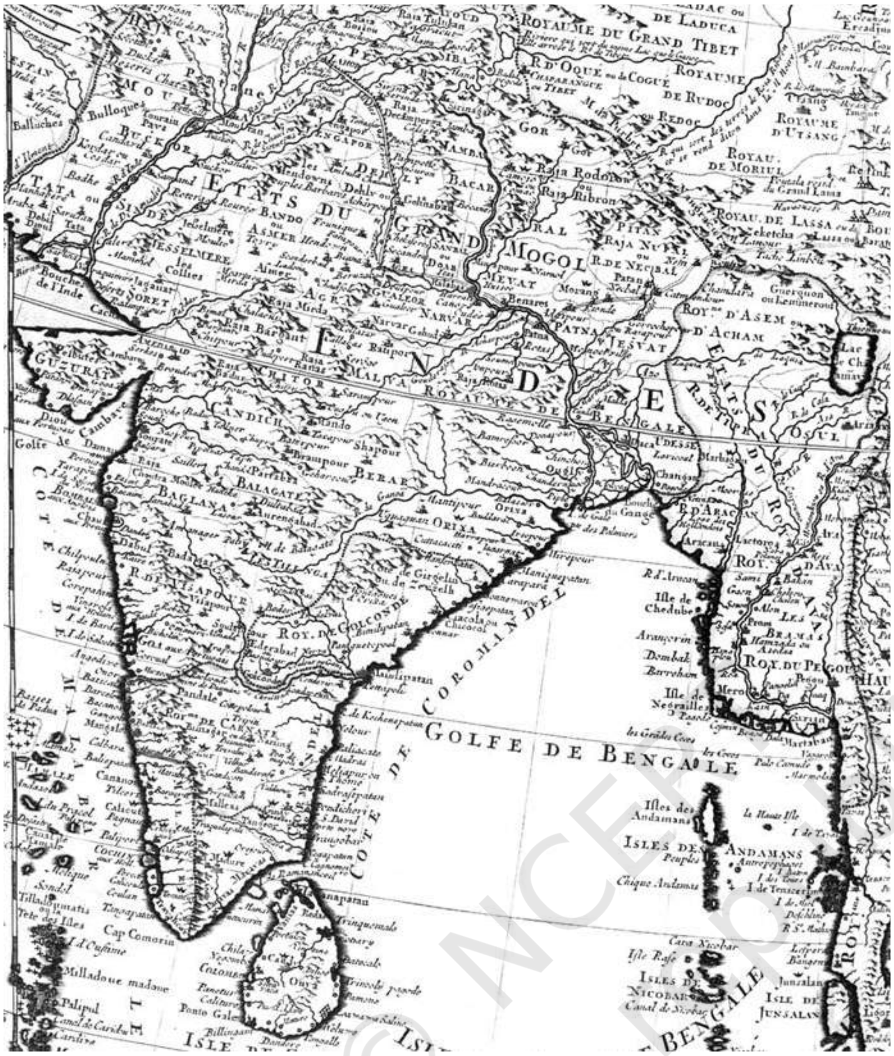

نقشہ 2
برصغیر۔اٹھارھویں صدی کے ابتدائی حصے میں تیار ہوئے اٹلس نوویو آف گلامے ڈی۔ ایل۔آئی زل (Atlas Nouveau of Guillaume de l'Isle.)

میں دیے گئے ہیں اور ان میں کچھ کافی جانے پہچانے نام بھی، جیسے اتر پردیش میں کنوج (جسے عربی میں قنوج لکھا گیا ہے) نظر آتے ہیں۔ نقشہ 2 نقشہ 1 سے تقریباً 600 سال بعد بنایا گیا تھا۔ اس دوران برصغیر کے بارے میں معلومات کافی بدل چکی تھیں۔ یہ نقشہ ہمیں آج بہت جانا پہچانا لگتا ہے۔ اور ساحلی علاقوں کی تفصیل کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ یہ نقشہ یوروپی جہاز راں اور تاجر اپنے لمبے سمندری سفر میں استعمال کیا کرتے تھے۔ (باب 6 دیکھیے)

?

نقشہ 2 میں برصغیر کے بالکل اندر کے علاقوں کو غور سے دیکھیے۔ کیا یہ اتنے ہی تفصیلی ہیں جتنے ساحلی علاقوں میں ہیں؟ ذرا دریائے گنگا کے راستے پر نگاہ ڈالیے اور دیکھیے کہ اسے کیسے دکھایا گیا ہے؟ آپ کے خیال میں اس نقشے میں ساحلی علاقوں اور ملک کے اندرونی علاقوں کی تفصیل میں اور ان کے ٹھیک جگہ پر دکھائے جانے کے معیار میں فرق کیوں ہے؟

2019-20

© NCERT not to be republished

اس فرق کی اتنی ہی اہم وجہ یہ بات بھی ہے کہ دونوں زمانوں میں نقشہ نگاری (Cartography) کی سائنس میں بھی فرق تھا۔ جب مورخ پچھلے زمانوں کی دستاویزوں، نقشوں اور تحریروں یا متنوں کو پڑھتے ہیں تو انھیں ان زمانوں کے بدلے ہوئے تاریخی ماحول کا بھی اچھی طرح احساس ہوتا ہے۔ یعنی وہ سیاق جس میں پچھلے زمانے کے بارے میں وہ معلومات حاصل کی گئی تھیں۔

نئی اور پرانی اصطلاحات

اگر وہ سیاق جس میں معلومات پیش کی گئی ہیں وقت کے ساتھ بدل جاتا ہے تو زبان اور اس کے معنی کا کیا حال ہوتا ہے؟ تاریخی ریکارڈ تو مختلف زبانوں میں پائے جاتے ہیں اور یہ زبانیں ایک زمانے کے بعد بدل جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر عہد وسطیٰ کی فارسی آج کے دور کی فارسی سے مختلف ہے۔ یہ فرق صرف گرامر اور ذخیرۂ الفاظ سے ہی تعلق نہیں رکھتا بلکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ لفظوں کے معنی بھی بدل جاتے ہیں۔

مثال کے طور پر ''ہندوستان'' کی اصطلاح لیجیے۔ آج ہم اسے ایک جدید قومی ملک 'انڈیا' سمجھتے ہیں، مگر جب تیرھویں صدی کے فارسی وقائع نگار (مؤرخ) منہاج سراج نے اس اصطلاح کو لکھا تو اس کا مطلب پنجاب اور ہریانہ کے علاقوں، گنگا اور جمنا کے درمیانی حصوں سے تھا۔ اس نے اس اصطلاح کو دہلی کے سلطان کے قبضے میں جو علاقے تھے ان کی سیاسی حیثیت کو بیان کرنے کے لیے استعمال کیا تھا۔ اس اصطلاح میں شامل علاقے سلطنت کی توسیع کے ساتھ بدلتے رہے مگر ان میں جنوبی ہندوستان کبھی شامل نہیں ہوا۔ اس کے برخلاف سولھویں صدی کی ابتدا میں بابر نے 'ہندوستان' لفظ کو پورے برصغیر کے جغرافیے، نباتات، حیوانات، اور یہاں پر بسنے والوں کی تہذیب کو بیان کرنے کے لیے استعمال کیا ہے۔ اور جیسا کہ ہم اسی باب میں بعد میں دیکھیں گے کہ یہ کچھ اسی طرح کا استعمال تھا جس طرح چودھویں صدی کے شاعر امیر خسرو نے 'ہند' کا کیا تھا۔ حالانکہ 'ہندوستان' جیسے علاقے کی جغرافیائی اور اس کی تہذیبی شناخت کا تصور موجود تھا مگر 'ہندوستان' کی اصطلاح سے وہ سیاسی یا قومی مطلب نہیں تھا جو آج سمجھا جاتا ہے۔

کیا آپ کچھ اور ایسے لفظوں کے بارے میں سوچ سکتے ہیں جن کے معنی بدلے ہوئے سیاق میں بدل جاتے ہیں؟

اسی لیے آج کے مورخین کو استعمال کی جانے والی اصطلاحوں کے بارے میں زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے کیونکہ پچھلے زمانے میں ان کے مختلف معنی لیے جاتے تھے۔ مثال کے طور پر ایک معمولی اصطلاح غیر ملکی (foreigner) کو لیجیے۔ آج کل اس لفظ کو اس شخص کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جو ہندوستانی

© NCERT not to be republished

نہیں ہے۔عہد وسطیٰ میں ہر وہ اجنبی غیر ملکی جانا جاتا تھا جو کسی خاص گاؤں میں نظر آ جائے، یعنی کوئی ایسا شخص جو اس سماج یا تہذیب سے تعلق نہ رکھتا ہو۔(ہندی میں اس کے لیے 'پردیسی' اور فارسی میں 'اجنبی' کی اصطلاح استعمال کی جا سکتی تھی) شہر میں رہنے والا کوئی شخص کسی جنگل باسی کو 'غیر ملکی' سمجھ سکتا تھا مگر ایک ہی گاؤں میں رہنے والے دو کسان ایک دوسرے کے لیے 'غیر ملکی' نہیں ہوتے تھے، خواہ ان کا مذہبی یا ذات پات کا پس منظر مختلف رہا ہو۔

مؤرخ اور ان کے مآخذ

مورخ ماضی کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے مختلف قسم کے ماخذ استعمال کرتے ہیں جن کا انحصار زیر مطالعہ زمانہ اور کھوج کی نوعیت پر ہوتا ہے۔مثال کے طور پر گزشتہ سال آپ نے گپتا خاندان کے بادشاہوں اور ہرش وردھن کے بارے میں پڑھا تھا۔اس کتاب میں ہم آئندہ ایک ہزار سال یعنی لگ بھگ 700 سے 1750 تک کے بارے میں پڑھیں گے۔

اس دور کے مطالعے کے لیے مورخین نے جو مآخذ استعمال کیے ہیں ان میں آپ کو کچھ تسلسل نظر آئے گا۔ یہ لوگ اس دور کی معلومات کے لیے اب بھی سکوں، کتبوں، طرز تعمیر اور تحریری یا متنی ریکارڈوں پر بھروسہ کرتے ہیں۔مگر اب اس تسلسل میں خاصا فرق آ گیا ہے۔اب اس دور کے متنی ریکارڈوں کی قسموں اور تعداد میں ڈرامائی انداز سے اضافہ ہوا ہے۔انھوں نے آہستہ آہستہ دوسری طرح کی موجودہ معلومات کی جگہ لینی شروع کر دی۔اس دوران کاغذ بھی نسبتاً سستا ہوا اور آسانی سے ملنے لگا۔لوگوں نے اسے مقدس تحریروں، حکمرانوں کے واقعات، صوفی سنتوں کے خطوط اور ان کی

کاغذ کی قدر

نیچے دیے ہوئے دو بیانات کا مقابلہ کیجیے۔

(1) تیرھویں صدی کے درمیانی حصے میں کوئی عالم ایک کتاب نقل کرنا چاہتا تھا۔مگر اس کے لیے اس کے پاس کافی کاغذ نہیں تھا۔چنانچہ اس نے ایک پرانے مخطوطے (ہاتھ کی لکھی تحریر) کو جسے وہ رکھنا نہیں چاہتا تھا، پہلے دھویا، کاغذ کو سکھایا اور پھر اسے استعمال کیا۔

(2) ایک صدی کے بعد، اگر آپ کسی بازار میں کچھ کھانے کی چیز خریدتے ہیں تو آپ وہ خوش نصیب بھی ہو سکتے ہیں جسے دکان دار وہ چیز کاغذ میں لپیٹ کر دیتا ہے۔

? کاغذ کب زیادہ مہنگا تھا اور آسانی سے مل جاتا تھا۔تیرھویں یا چودھویں صدی میں؟

© NCERT not to be republished

2019-20

تعلیمات، درخواستیں اور عدالتی کارروائیوں کو لکھنے اور حساب کتاب اور ٹیکسوں کے اندراج کے لیے استعمال کیا۔ مخطوطے رئیسوں، حکمرانوں، خانقاہوں اور مندروں کے ذریعے جمع کیے جاتے تھے۔ انھیں لائبریریوں اور آرکائیوز میں رکھا گیا ہے۔ یہ مخطوطے اور قلمی دستاویزیں مورخین کو بہت تفصیلی اطلاعات فراہم کرتے ہیں مگر ان کا استعمال مشکل بھی ہے۔

اس زمانے میں چھاپا خانہ نہیں تھا اس لیے کاتب، ہاتھ سے مسودوں کو نقل کرتے تھے۔ اگر آپ نے کبھی کسی دوست کا 'گھر کا کام (Home work)' نقل کیا ہو تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ کبھی آپ اپنے دوست کا لکھا پڑھ نہیں سکتے اور پھر آپ مجبوراً اندازہ لگاتے ہیں کہ کیا لکھا ہوا ہے۔ نتیجتاً آپ کے دوست کے کام اور آپ کی نقل میں چھوٹے مگر بڑے اہم فرق نظر آتے ہیں۔ کچھ اسی طرح مسودوں کو نقل کرنا بھی ہے۔ جب کاتب ان مسودوں کو نقل کرتے تھے تو ان میں چھوٹی چھوٹی تبدیلیاں کر دیتے تھے۔ کوئی لفظ یہاں، کوئی جملہ وہاں۔ صدیوں تک برابر نقل ہونے والے یہ چھوٹے چھوٹے فرق اتنے بڑھ گئے کہ ایک ہی متن کی مختلف نقلیں

آرکائیو Archive

وہ جگہ جہاں دستاویزیں اور مخطوطے رکھے جاتے ہیں۔ آج مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے آرکائیوز ہیں جہاں یہ اپنے پرانے دفتری ریکارڈ اور لین دین کے کاغذات رکھتی ہیں۔

شکل 1

ایک کاتب کی قلمی تصویر (پینٹنگ) جس میں اسے ایک مسودہ نقل کرتے دکھایا گیا ہے۔ اس تصویر کا سائز صرف 7.1×10.5 سینٹی میٹر ہے۔ اپنے سائز کی وجہ سے اسے چھوٹی مختصر تصویر کہا جاتا ہے۔ چھوٹی تصویریں کبھی کبھی متنوں کی وضاحت کرنے کے لیے بھی بنائی جاتی تھیں۔ یہ اتنی خوبصورت ہوتی تھیں کہ جمع کرنے والے بعد میں انھیں مسودوں سے الگ کرکے صرف چھوٹی تصویریں ہی بیچ دیتے تھے۔

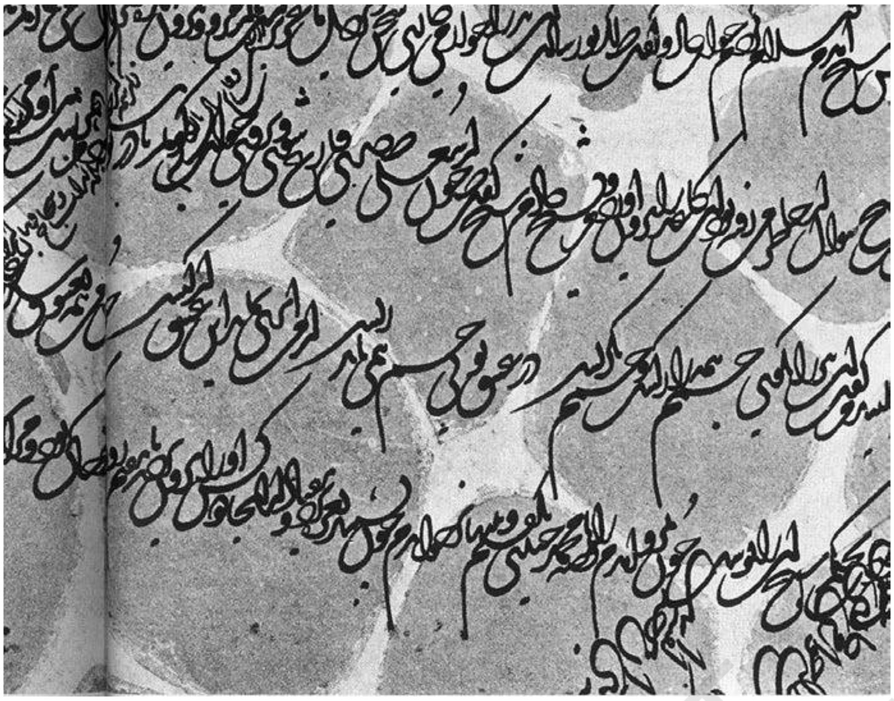

شکل-2
مختلف طرح کی تحریر فارسی اور عربی کو پڑھنے میں ایک اور دقت پیدا کرتی ہیں نستعلیق طرز تحریر (دائیں) کھلے کھلے حرفوں والا (cursiv) ہے اور پڑھنے میں آسان ہے جبکہ خط شکستہ (بائیں طرف) گنجلک ہے اور پڑھنے میں زیادہ مشکل ہے۔

ایک دوسرے سے کافی مختلف ہوگئیں۔

یہ کافی اہم مسئلہ ہے کیوں کہ آج ہمیں مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا اصل مسودہ مشکل سے ہی ملتا ہے۔ ہمیں پورے طور پر بعد میں کاتبوں کے نقل کیے ہوئے مسودوں پر ہی انحصار کرنا پڑتا ہے۔ نتیجتاً مورخوں کو ایک ہی متن کی مختلف نقلوں کو پڑھنا پڑتا ہے تاکہ یہ اندازہ لگاسکیں کہ مصنف نے کیا لکھا ہوگا۔

کبھی کبھی خود مصنف اپنے ہی لکھے واقعات کو مختلف وقتوں میں دہراتے تھے۔ چودھویں صدی کے وقائع نگار اور مورخ ضیاء الدین برنی نے سب سے پہلے 1356 میں وقائع لکھے پھر ان کا دوسرا روپ دوسال بعد لکھا۔ دونوں ایک دوسرے سے مختلف ہیں مگر مورخوں کو اس کے پہلے روپ کا 1960 کے دہے تک پتہ ہی نہیں تھا۔ یہ لائبریری میں جمع کتابوں کے ایک بہت بڑے ذخیرے میں لاپتہ رہا۔

نئے سماجی اور سیاسی گروہ

700 سے 1750 تک کے دوران ہزار سال کا مطالعہ مورخوں کے لیے ایک زبردست چیلنج ہے۔ خاص طور پر اس لیے کہ اس زمانے میں مختلف قسم کی مختلف پیمانوں پر بڑی ترقیاں رونما ہوئیں۔ اس زمانے میں الگ الگ موقعوں پر نئی ٹکنالوجیاں وجود میں آئیں۔ جیسے زراعت میں رہٹ، بُننے

کے لیے چرخہ اور لڑائی میں بارودی ہتھیار۔ برصغیر میں نئے کھانے اور مشروبات (پینے کی چیزیں) جیسے آلو، مکئی، مرچیں، چائے اور کافی وغیرہ وجود میں آئیں۔ یہ بھی یاد رکھیے کہ یہ تمام ایجادات، نئی ٹیکنالوجیاں اور فصلیں لوگوں کے ساتھ داخل ہوئیں جو اپنے ساتھ اپنے دوسرے خیالات بھی لائے۔ اس کے نتیجے میں یہ زمانہ معاشی، سیاسی، سماجی اور تہذیبی تبدیلیوں کا بھی تھا۔ آپ ان تبدیلیوں کے بارے میں کچھ باتیں باب 5، 6 اور 7 میں پڑھیں گے۔

اس زمانے میں لوگوں کی نقل و حرکت بھی بہت تھی۔ اچھے مواقع کی تلاش میں لوگ ٹولیوں میں دور دراز کا سفر کرتے تھے۔ پورے برصغیر میں زبردست دولت موجود تھی اور لوگوں کے پاس اس دولت میں سے کچھ حاصل کر لینے کے امکانات بھی تھے۔ اس زمانے میں ایک گروہ، جس نے اہمیت اختیار کی، راجپوتوں کا تھا۔ یہ نام 'راجا پتر' یعنی 'بادشاہ کا بیٹا' سے بنا ہے۔ آٹھویں سے چودھویں صدی تک کے زمانے میں یہ اصطلاح عام طور پر جنگجو قسم کے لوگوں کے ایک گروہ سے تعلق رکھتی تھی۔ جو ذات پات کے اعتبار سے خود کو کھتری بتاتے تھے۔ اس اصطلاح میں صرف حکمران اور سردار ہی شامل نہیں تھے بلکہ وہ سپاہی اور سپہ سالار یا کمانڈر بھی انھیں میں گنے جاتے تھے جو پورے

شکل 3
رہٹ (پرشین وھیل)

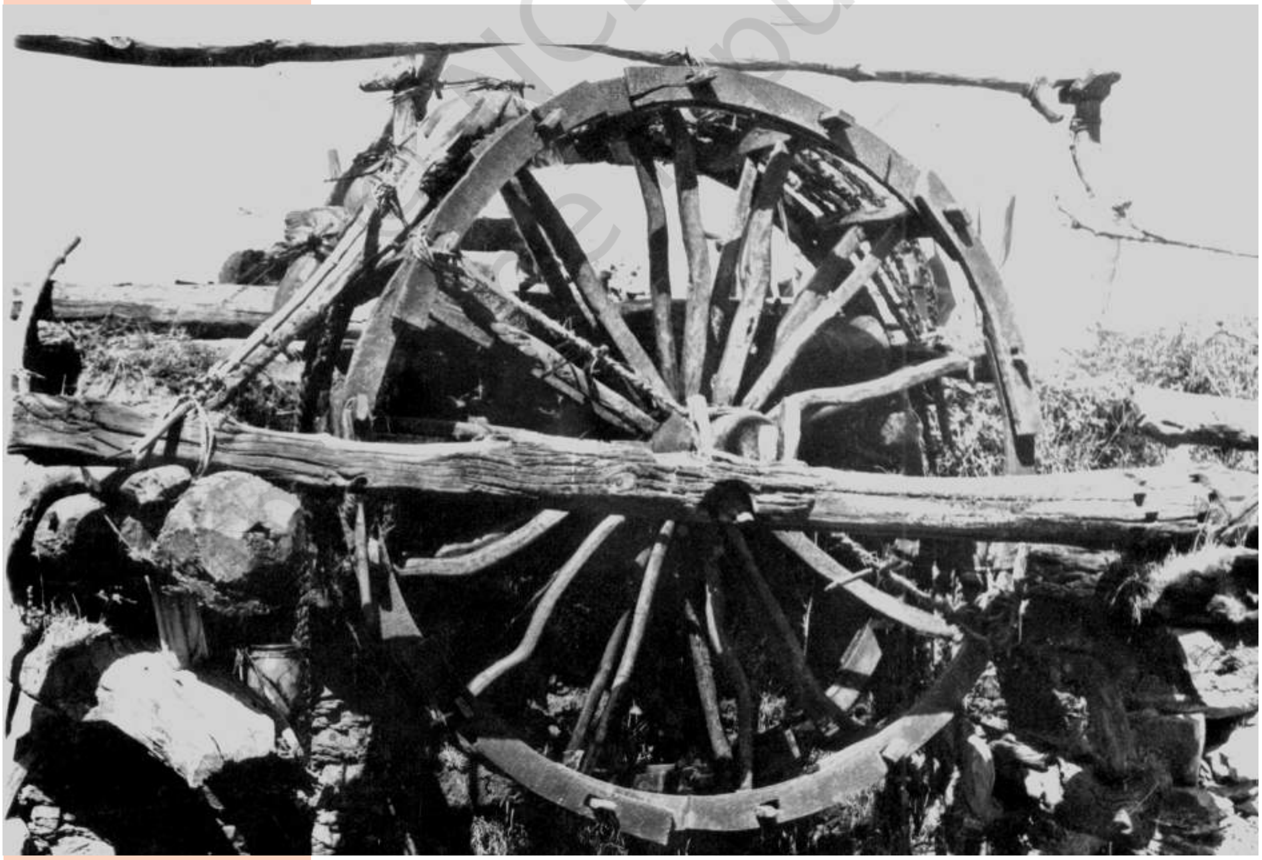

برصغیر میں پہلی شخصی حکومتوں کی فوجوں میں خدمت انجام دیتے تھے۔ایک سورمائی انداز یا رکھ رکھاؤ' زبردست بہادرانہ طریقہ اور انتہائی وفاداری کا احساس ایسی خصوصیات تھیں جن کا ذکر شاعر اور بھاٹ یا گویّے راجپوتوں کے لیے اپنے شعروں اور گیتوں میں کیا کرتے تھے۔لوگوں کے دوسرے گروہ بھی جیسے مراٹھا، سکھ، جاٹ، اہوم اور کایستھ (کاتبوں، لکھنے والوں اور منشیوں یا کلرکوں کی ذات) اس دور میں خود کو سیاسی طور پر اہم رکھنے کے مواقع سے فائدہ اٹھاتے تھے۔

اس پورے عرصے میں جنگلوں کی رفتہ رفتہ کٹائی اور زراعت میں توسیع جاری رہی۔ یہ تبدیلی دوسرے خطوں کے مقابلے میں کچھ علاقوں میں زیادہ تیز تھی۔اپنے مسکنوں، (بستیوں Habitat) میں تبدیلی آنے کی وجہ سے بہت سے جنگل باسیوں کو وہاں سے ہجرت کرنی پڑی۔ دوسروں نے زمین جوتنا شروع کیا اور وہ کسان ہوگئے۔ ان نئے کسانی گروہوں پر رفتہ رفتہ علاقائی بازاروں، سرداروں، پجاریوں، خانقاہوں اور مندروں کا اثر پڑنا شروع ہوا۔ یہ گروہ بڑے اور کچھ پیچیدہ سماجوں کے حصے بن گئے اور اب انھیں وہاں کے محصول اور مقامی مالکوں کو سامان اور اپنی خدمات پیش کرنی پڑیں۔اس کے نتیجے میں خود کسانوں میں کافی اہم قسم کے سماجی اور معاشی فرق یا امتیاز ابھرنے شروع ہوئے۔کچھ کے پاس زیادہ پیداواری زمین تھی۔ کچھ لوگ مویشی بھی رکھتے تھے، کچھ لوگوں نے دستکاری کے کام کو بھی، جو زراعت میں خالی وقتوں میں کی جاسکتی تھی، کھیتی باڑی کے ساتھ جوڑ لیا۔معاشرے میں جیسے جیسے اونچ نیچ اور فرق بڑھتا گیا لوگ 'جاتیوں' یا 'ذیلی ذاتوں' کے زمروں میں بٹتے گئے اور پھر انھیں پس منظر اور پیشوں کے اعتبار سے الگ الگ درجوں میں شمار کیا جانے لگا۔ یہ درجے مستقل طور پر قائم نہیں تھے۔ بلکہ اس ذات کے لوگوں کے پاس موجود طاقت' اثر و رسوخ اور ذرائع وسائل پر ان کے قبضے کی بنیاد پر بدلتے رہتے تھے۔کسی ایک ہی ذات (Jati) کی حیثیت الگ الگ علاقوں میں مختلف ہوسکتی تھی۔

'ذاتیں' اپنے الگ قاعدے اور ضابطے بناتی تھیں جن کے ذریعے سے وہ اپنے ممبروں کے طور طریقوں کا انتظام کرتی تھیں۔ یہ قاعدے اور ضابطے گروہ کے بزرگوں کی ایک ٹولی (اسمبلی) لاگو کرتی تھی، جسے کچھ علاقوں میں 'جاتی پنچایت' کہا جاتا تھا۔لیکن ذاتوں کو اپنے گاؤں کے قاعدے قانون بھی ماننے ہوتے تھے۔ بہت سے گاؤں کی نگرانی یا انتظام ایک سردار کرتا تھا۔ یہ سب مل کر پوری حکومت کی صرف ایک چھوٹی اکائی ہوتے تھے۔

مسکن Habitat
کا مطلب ہوتا ہے کسی خطے کا گرد و پیش یا ماحول اور یہاں کے رہنے والوں کا سماجی اور معاشی طرز زندگی۔

?

یہاں جو ٹیکنالوجی سے متعلق، معاشی سماجی اور رہن سہن (کلچرل) تبدیلیاں بتائی گئی ہیں ان میں سے آپ کے گاؤں میں آنے والی تبدیلیوں میں کون سی سب سے اہم تھیں؟

© NCERT not to be republished

خطہ اور سلطنت

بڑی بڑی سلطنتیں جیسے چول (باب 2) تغلق (باب 3) اور مغل (باب 4) کئی بڑے بڑے خطوں میں قائم تھیں۔ سنسکرت زبان کی ایک پرشستی میں (پرشستی کے نمونے کے لیے دیکھیے باب 2) جو دہلی کے سلطان غیاث الدین بلبن (1287-1266) کی تعریف میں ہے، بیان کیا گیا ہے کہ وہ ایک بہت وسیع و عریض سلطنت کا حکمران تھا جو مشرق میں بنگال (گوڑا) سے مغرب میں افغانستان کے غزنی (گجن) تک پھیلی ہوئی ہے اور اس میں تمام جنوبی ہندوستان (دراوڑ) شامل ہے۔ مختلف خطوں۔ گوڑا، آندھرا، کیرالا، کرناٹکا، مہاراشٹر اور گجرات کے لوگ بظاہر اس کی فوجوں کے سامنے بھاگ کھڑے ہوئے۔ مورخ اسے اس کا مبالغہ آمیز دعویٰ مانتے ہیں۔ ساتھ ہی وہ یہ بھی

© NCERT not to be republished

1۔ سوستانی
ii۔ اُچھ
iii۔ ملتان
iv۔ کالانور
v۔ لاہور
vi ۔ سامانہ
vii سرسوتی
viii۔ خرم
ix۔ ہانسی
x۔ دہلی
xi۔ بدایوں
xii۔ قنوج
xiii۔ کڑا
XIV۔ اودھ
xv۔ بہار
xvi۔ لکھنوتی
xvii۔ جاج نگر
xviii۔ مالوہ
xix۔ گجرات
xx۔ دیوگری
xxi۔ تلنگانہ
xxii۔ تلنج
xxiii۔ دوارسمدرا
xxiv۔ مالابار

نقشہ 3

ایک مصری مآخذ شہاب الدین عمری کی کتاب، مسالک الابصار فی ممالک الامصار کے مطابق محمد تغلق کے زمانے میں دہلی سلطنت کے صوبے۔

سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ حکمران برصغیر کے مختلف علاقوں پر اپنا قابو حاصل کر لینے کا دعویٰ کیوں کرتے رہتے تھے۔

آپ کے خیال میں بادشاہ ایسے دعوے کیوں کرتے تھے؟

زبان اور خطہ

1318 میں شاعر امیر خسرو نے لکھا تھا

کہ یہاں اس ملک میں ہر خطے کی ایک الگ زبان: سندھی، لاہوری، کشمیری، دوارسمدری (جنوبی کرناٹکا میں) تلنگانی (آندھراپردیش میں) گجری (گجرات میں) ماباری (تامل ناڈو میں) گوڑی (بنگال میں) .... اودھی (مشرقی یوپی میں) اور ہندوی (دہلی اور اس کے اطراف کے علاقوں میں)

امیر خسرو نے آگے بیان کیا ہے کہ ان کے علاوہ سنسکرت زبان تھی جو کسی خطے کی زبان نہیں تھی۔ یہ ایک پرانی زبان تھی اور عام لوگ اسے نہیں جانتے ہیں، صرف برہمن جانتے ہیں۔

امیر خسرو کی بتائی ہوئی زبانوں کی ایک فہرست بنائیے۔ ایک اور فہرست بنائیے جس میں جن خطوں کا امیر خسرو نے ذکر کیا ہے وہاں آج بولی جانے والی زبانوں کو لکھیے۔ جو نام ایک سے ہیں ان کے نیچے لائن کھینچیے اور جو مختلف ہیں ان کے چاروں طرف ایک دائرہ بنائیے۔

کیا آپ نے دیکھا کہ اتنے عرصے میں ان بولی جانے والی زبانوں کے نام بدل گئے ہیں؟

کیا آپ کو یاد ہے کہ علم، سنسکرت اور برہمنوں کے بارے میں امیر خسرو نے کیا کہا تھا؟

700 عیسوی تک بہت سے ایسے خطے وجود میں آ چکے تھے جن کی اپنی ممتاز جغرافیائی سمتیں، ان کی اپنی زبان تھی اور تہذیبی خصوصیات متعین ہو چکی تھیں۔ ان کے بارے میں آپ نویں باب میں زیادہ معلومات حاصل کریں گے۔ ان کا مخصوص حکمراں خاندانوں سے رشتہ بھی قائم ہو چکا تھا۔ ان حکومتوں کے درمیان اچھا خاصا تناؤ اور جھگڑا بھی رہتا تھا۔ کبھی کبھی کچھ حکمراں خاندان جیسے چول، خلجی، تغلق اور مغل ایسی سلطنتیں بھی قائم کر لیتے تھے جو خطوں کا مجموعہ سلطنتیں، کئی مختلف خطوں میں پھیلی ہوئی ہوتی تھیں۔ ان میں ساری سلطنتیں ایک جیسی مستحکم اور کامیاب نہیں تھیں۔ مثال کے طور پر باب 3 اور 4 میں جدول 1 کا مقابلہ کیجیے۔ خلجی اور مغل خاندانوں کی حکومت کا کتنا عرصہ تھا؟

Patron سرپرست
کوئی با اثر، دولت مند شخص جو کسی آرٹسٹ، دستکار، عالم یا رئیس زادے کی مدد کرتا ہے۔

© NCERT not to be republished

جب اٹھارھویں صدی میں مغل سلطنت کمزور ہوئی تو اس سے خطوں کی ریاستوں کے ابھرنے کا ایک بار پھر راستہ کھل گیا (باب 10) مگر مجموعہ خطوں پر ایک عرصے تک شاہی حکومت رہنے کے بعد خود ان خطوں کی خصوصیات میں تبدیلی آ گئی۔ پورے برصغیر کے بڑے حصے میں ان خطوں کو، جنھوں نے ان پر حکومت کی تھی چھوٹی بڑی حکومتوں کا ایک ورثہ حاصل ہوا تھا۔ یہ بہت سی ممتاز اور مشترکہ روایتوں کے پیدا ہونے سے ظاہر ہوا تھا۔ حکومت کے طریقے، معاشیات کا نظام، اونچے لوگوں کی تہذیب اور زبان، ان روایتوں کو ظاہر کرتی تھیں۔ 700 سے 1750 تک کے ایک ہزار سال کے عرصے میں مختلف خطوں کا کردار تنہا نہیں بنا۔ ان خطوں نے اپنے سے بڑے یعنی خطوں کے مجموعے، کی طاقتوں کا اثر جو یکجہتی کی طرف بڑھ رہی تھیں کو محسوس کیا مگر انھوں نے اپنی ممتاز خصوصیتوں کو بھی پوری طرح فراموش نہیں کیا۔

معلوم کیجیے کہ آپ کی ریاست کیا اور کب تک خطوں کے اس مجموعے کی حکومتوں کا حصہ رہی۔

پرانے اور نئے مذاہب

جس ہزار سالہ تاریخ کی ہم کھوج کر رہے ہیں اس زمانے میں بہت خاص مذہبی تبدیلیاں بھی رونما ہوئیں۔ کسی عظیم ذات پر لوگوں کا عقیدہ یوں تو بہت گہرا ذاتی معاملہ ہوتا تھا مگر زیادہ تر یہ اجتماعی روپ میں ہی ظاہر ہوتا تھا۔ کسی مافوق الفطرت (عام مادی دنیا سے اوپر) طاقت کا اجتماعی تصور۔ یعنی مذہب۔ زیادہ تر معاشروں کی مقامی، سماجی اور معاشی تنظیموں سے بڑا قریب کا رشتہ رکھتا تھا۔ جب ان گروہوں کی سماجی دنیا میں تبدیلی آتی تھی تو اس کے ساتھ ہی ان کے عقیدوں میں بھی تبدیلی آتی تھی۔

یہی وہ دور تھا جس میں آج ہم جس عقیدے کو ہندومت کہتے ہیں، اس میں کچھ اہم تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ ان میں نئے دیوی دیوتاؤں کی پوجا، شاہی خاندان کے لوگوں کا مندر بنوانا، برہمنوں کی اہمیت میں متواتر اضافہ، پجاریوں کی حیثیت سے سوسائٹی میں ان کا ایک الگ ممتاز زمرہ' یہ سب چیزیں شامل تھیں۔

سنسکرت کے متنوں کا علم رکھنے کی وجہ سے سماج میں برہمنوں کو بہت عزت و احترام ملا' ان میں اس اعلا اور ممتاز حیثیت کو مستحکم کرنے میں ان کے سرپرستوں سے اور زیادہ مدد ملی۔ یہ مربی وہ نئے حکمراں تھے جو حیثیت اور اقتدار کی تلاش میں تھے۔

اس دور کی اہم ترقیوں میں سے ایک بھکتی تصور کا وجود بھی تھا۔ اپنے پسندیدہ دیوی یا دیوتا سے اس طرح محبت رکھنا یا اس کی عبادت کرنا جس میں اس کے پیرو کار کسی پجاری یا نپے تلے مذہبی عملوں کو انجام دیے بغیر ممکن ہو سکے۔ آپ اس خیال اور دوسری روایتوں کے بارے میں باب 8 میں پڑھیں گے۔

© NCERT not to be republished

اسی زمانے میں برصغیر میں کچھ نئے مذہب بھی داخل ہوئے۔ تاجر اور مہاجر سب سے پہلے ساتویں صدی میں ہندوستان میں قرآن شریف کی تعلیمات لے کر آئے۔ مسلمان قرآن کو اپنی مقدس کتاب مانتے ہیں اور صرف ایک خدا کا غلبہ اور برتری مانتے ہیں۔ وہ اللہ جس کی محبت، رحم وکرم اور خوبی ہر اس شخص کو نصیب ہوتی ہے جو اس کو مانتا ہے۔ اس میں کسی کے سماجی پس منظر کا کوئی دخل نہیں ہے۔

بہت سے حکمراں اسلام کے عالموں، دینیات کے ماہروں اور قانون جاننے والوں کے مربی تھے۔ ہندومت کی طرح اسلام کے پیروکاروں میں بھی اختلافات پیدا ہوئے۔ مسلمانوں کا ایک شیعہ فرقہ تھا جو اعتقاد رکھتا تھا کہ پیغمبر حضرت محمدؐ کے داماد، حضرت علیؓ مسلمانوں کے صحیح رہنما تھے اور سنی مسلمانوں نے شروع کے رہنماؤں (خلفا) کی برتری کو قبول کیا تھا اور ان کے بعد آنے والے خلفا کو مانتے تھے۔ مسلمانوں میں اسلامی قانون کے سلسلے میں بھی کچھ اہم فرق تھے (ہندوستان میں خاص طور پر حنفی اور شافعی مسلک کے ماننے والے ہیں) فقہ یا دینیات اور صوفی طرز فکر میں بھی فرق نظر آتا ہے۔

وقت اور تاریخی دور کے بارے میں سوچنا

مورخ وقت کو گھنٹے اور دنوں یا سالوں کے گزرنے کی نظر سے نہیں دیکھتے جیسا کسی گھڑی یا کیلنڈر میں ہوتا ہے۔ وقت ان سماجی اور معاشی تنظیموں کو بھی ظاہر کرتا ہے اور اس میں بھی نظر آتا ہے کہ کون کون سے خیالات اور عقیدے باقی رہے یا تبدیل ہوگئے۔ اگر ہم گزرے زمانے یا ماضی کو کچھ ایسے بڑے بڑے ٹکڑوں یا وقفوں میں بانٹ لیں جن کی خصوصیات مشترک ہوں تو وقت کا مطالعہ کچھ آسان ہوجاتا ہے۔

انیسویں صدی کے درمیانی حصے میں انگریز مورخوں نے ہندوستان کی تاریخ تین ادوار میں تقسیم کی تھی۔ 'ہندو'، 'مسلم' اور 'برطانوی'۔ اس تقسیم کی بنیاد اس خیال پر تھی کہ حکمرانوں کے مذہب میں فرق تاریخ میں تبدیلی کی اہم وجہ ہوتی ہے۔ اور یہ کہ معاشیات، سماج اور تہذیب میں کوئی خاص تبدیلیاں نہیں ہوتیں۔ اس تقسیم نے پورے برصغیر کی بیش قیمت رنگارنگی کو بھی نظر انداز کر دیا تھا۔

© NCERT not to be republished

بہت کم مؤرخ اب وقت کی اس تقسیم کو مانتے ہیں۔ ماضی کے مختلف لمحوں کی اہم خصوصیات جاننے اور مقرر کرنے کے لیے زیادہ تر مؤرخ معاشی اور سماجی عناصر کو نگاہ میں رکھتے ہیں۔ پچھلے سال آپ نے جو تاریخیں پڑھیں ان میں شروع کے سماجوں کا ایک خاصا طویل سلسلہ موجود تھا۔ شکاری، جنگل کی پیداوار جمع کرنے والے، ابتدائی کسان، قصبوں اور گاؤں کے باشندے، شروع کی بڑی بڑی سلطنتیں اور بادشاہتیں۔ جو تاریخیں آپ اس سال پڑھیں گے انھیں اکثر قرون وسطیٰ (Medieval) کا نام دیا جاتا ہے۔ آپ کو اس میں کسانوں پر مشتمل سماج کی وسعت۔ علاقائی اور شہنشائی حکومتوں کے قیام کے بڑھتے ہوئے رجحان، جو کبھی کبھی گلابانوں اور بن باسیوں کی قیمت چکا کر ابھرا، ہندومت اور اسلام، دو اہم مذہبوں کی توسیع وترقی اور یوروپی تجارتی کمپنیوں کی آمد کے بارے میں زیادہ معلومات ملیں گی۔

ہندوستانی تاریخ کے ان ایک ہزار برسوں میں خاصی بڑی بڑی تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ بہرحال، سولھویں اور اٹھارھویں صدی' آٹھویں یا گیارھویں صدی سے بہت مختلف تھیں۔ اس لیے پورے ہزار سالہ وقفے کو ایک تاریخی اکائی کہنا، بہت سے مسئلوں سے خالی نہیں ہے۔ پھر قرون وسطیٰ کا عام طور پر 'جدید' (Modern) دور سے مقابلہ کیا جاتا ہے۔ 'جدّت' (نیاپن Modernity) مادّی اور ذہنی ترقی کا تصور بھی اپنے ساتھ رکھتی ہے۔ اس سے کبھی کبھی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قرون وسطیٰ میں کوئی تبدیلی ہی نہیں ہوئی۔ مگر ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے۔

ان ہزار سالوں میں برصغیر میں معاشی تبدیلیاں آئیں اور بہت سے علاقوں کی معاشی حالت خوشحالی کے اس درجے تک پہنچ گئی کہ اس نے یوروپی کمپنیوں کے مفادات کے لیے ایک کشش پیدا کردی۔ آپ جیسے جیسے اس کتاب کو پڑھیں، ان تبدیلیوں کی نشانیوں کو دیکھنے اور تاریخی عمل کو سمجھنے کی کوشش کیجیے۔ اس کے ساتھ آپ نے جو پچھلے سال پڑھا تھا اس کا موازنہ اس کتاب سے کیجیے۔ رونما ہونے والی تبدیلیوں اور جو چیزیں قائم ہیں یا برابر چل رہی ہیں ان پر بھی نگاہ رکھیے اور اپنے چاروں طرف کی دنیا کو بھی دیکھیے تاکہ آپ کو یہ اندازہ ہو کہ کیا بدلا اور کیا باقی ہے۔

© NCERT not to be republished

ذرا تصور کیجیے

آپ ایک مؤرخ ہیں۔اس باب میں دیے گئے موضوعات میں سے کسی ایک موضوع کو چنیے، جیسے معاشی، سماجی یا سیاسی تاریخ، اور بحث کیجیے کہ اس موضوع کی تاریخ تلاش کرنا آپ کے خیال میں کیوں دلچسپ ہوگا۔

ذرا یاد کیجیے

1۔ پچھلے زمانے میں 'غیر ملکی' کسے سمجھا جاتا تھا؟

2۔ بتائیے یہ صحیح ہے یا غلط؟

(a) ہمیں 700 عیسوی کے بعد کتبے نہیں ملتے۔

(b) مراٹھوں نے اس زمانے میں اپنی سیاسی اہمیت کو جتانے کی کوشش کی۔

(c) زراعتی بستیوں کے قیام اور توسیع کی وجہ سے کبھی کبھی جنگل کے باشندوں کو ان کی زمینوں سے باہر دھکیل دیا جاتا تھا۔

(d) سلطان غیاث الدین بلبن آسام، منی پور اور کشمیر پر حکومت کرتا تھا۔

3۔ خالی جگہوں کو بھریے

(a) آرکائیوز وہ جگہیں ہوتی ہیں جہاں..................................رکھے جاتے ہیں۔

(b) ....چودھویں صدی کا..........................مورخ تھا

(c) ....، ....، ....، ....، ....اور........کچھ نئی فصلیں تھیں جو برصغیر میں اس دور میں شروع ہوئیں۔

4۔ اس دور سے تعلق رکھنے والی کچھ ٹکنالوجیکل تبدیلیوں کی فہرست بنائیے۔

کلیدی الفاظ

مخطوطہ، قلمی نسخہ

مسودہ

جاتی

خطہ، علاقہ

تاریخ کی مختلف ادوار میں تقسیم

© NCERT not to be republished

5۔ اس دور کی کچھ اہم مذہبی تبدیلیاں کیا تھیں؟

ہمیں سمجھ لینا چاہیے

6۔ ''ہندوستان'' اصطلاح کا مفہوم صدیوں کے عرصے میں کس طرح بدلا؟

7۔ 'ذاتوں' کے اپنے معاملات اور حالات کس طرح طے ہوتے تھے؟

8۔ خطّوں کی مجموعہ سلطنت (pan-regional empire) اصطلاح کا کیا مطلب ہے؟

آیئے بات کریں

9۔ مخطوطوں یا مسوّدوں کو استعمال کرنے میں مؤرخوں کے سامنے کیا کیا دشواریاں آتی ہیں؟

10۔ مؤرخ ماضی کو دوروں میں کس طرح بانٹتے ہیں؟ ایسا کرنے میں کیا انھیں کچھ مسائل سے دوچار ہونا پڑتا ہے؟

آیئے کچھ کریں

11۔ نقشہ 1 یا نقشہ 2 کا آج کے برصغیر کے نقشے سے مقابلہ کریں اور ان میں جتنی یکسانیتں ہوں اور غیر یکسانیتیں ہوں ان کی فہرست بنائیں۔

12۔ معلوم کیجیے کہ آپ کے گاؤں یا شہر میں ریکارڈز کہاں رکھے جاتے ہیں؟ کیا یہاں کوئی آرکائیو ہے؟ اس کا انتظام کون کرتا ہے؟ یہاں کس قسم کی دستاویزات رکھی جاتی ہیں؟ کون لوگ ہیں جو انھیں استعمال کرتے ہیں؟

© NCERT not to be republished